بنام سید صبیح الحسن ہمدانی

۱۸/ فروری ۲۰۰۶ء
غرفۃ المدرسین، متوسطۃ ابی سعید الخدری
املج

''بہت عزیزی'' صبیح الحسن، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعض چیزیں یونہی ـــ خواہ مخواہ ـــ ذہن میں اٹک جاتی ہیں۔ ایک جملہ برسوں سے میرے دماغ سے چپکا ہوا ہے۔ ایک بچے نے، اردو کے پرچے میں ''والد کے نام خط'' کا آغاز یوں کیا کہ ''پیارے ابا جان! کمرۂ امتحان میں فارغ بیٹھا تھا۔ سوچا آپ کو خط ہی لکھ دوں۔'' یہ جملہ میرے لیے، کسی ناگہانی فرصت کو کام میں لانے، اور اُسے آنی وفانی ہو جانے سے بچانے کا جواز مہیا کیا کرتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر کے لیے (ایک پیریڈ کے لیے) فرصت ملی تو سوچا، خط لکھنے کی کوشش کی جائے۔

بھئی سچی بات تو یہ ہے کہ ایسے دلچسپ خط کا ویسا ہی دلچسپ جواب مجھ سے لکھا جانا بہت مشکل ہے۔ گزشتہ سنیچر کی رات، یوں بھی لطف ونشاط کا سامان لائی، اور ڈھیروں لائی۔ تمہارا خط، بھائی جان کا خط اور نقیب کے پچھے شمارے۔

صبیح الحسن! ابھی اگلے دن ہی کہیں جملہ پڑھا کہ ''مثالیں ہمیشہ گمراہ کن ہوتی ہیں۔'' اسی وزن پر کہا جاسکتا ہے کہ ''تشبیہیں ہمیشہ ناقص ہوتی ہیں'' گھر والوں کو تمہاری ''سمجھ ناکی'' میں کہیں تمھارے چھوٹے ماموں کا عکس دکھائی دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ تشبیہ ناقص اور یہ مثال غیر معتبر ہے۔ جنیاتی سائنس نے تو اس اس حقیقت کو اب اور بھی آئینہ کر دیا ہے کہ بیماریوں، ذہنی صلاحیتوں، شخصی رویوں، استعدادی امکانات اور طبعی رجحانات ومیلانات سمیت وہ سبھی کچھ انسان میں وراثتاً آتا ہے جس سے اس کی اُٹھان اور اڑان (بلکہ ''لمبان'' اور ''چوڑان'' بھی) متعین ہو جاتی ہے۔ ''وراثتاً'' کا لفظ صرف ان معنوں میں کہ Genetic Code ایک ایسا Pre-determined یا In-built پروگرام ہے جو ہر انسان کی Hard Disk میں قدرت، خود اپنے دستِ بے خطا و معجز نما سے Install کرتی ہے، اور ایک سے دوسری نسل میں یہ ''وراثت'' آپ سے آپ منتقل ہوتی رہتی ہے۔ ہاں، کون سے امکانات، کتنا کتنا بروئے کار آتے ہیں، اس میں کئی عوامل کام کرتے ہیں۔ اور ''ماحول'' (یا ''مواقع'') سب سے بڑا عامل ہے۔ تمھارا ماموں اصلاً ایک اوسط درجے کی ذہانت کا، گم صم سا، ضرورت سے زیادہ سوچنے کا عادی (وہ جو سوچ سوچ کر تھک جائے، اور پھر یہ تھکن اتارنے کے لیے مزید سوچے) اور، سہمی ہوئی نفسیات کا مالک شخص تھا، جسے ماحول اور مواقع نے ـــ کہیں سے کہیں لا کھڑا کیا، یہ جو ایک لفظ سے کسی شخص کو یا کسی طبقے کو بیان کیا جاتا ہے کہ ''خاندانی آدمی'' ہے یا ''خاندانی لوگ'' ہیں، اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کچھ روایات، کچھ اقدار، کچھ خوبیاں ـــ ماحول کی بھی، کردار کی بھی، رویوں کی بھی ـــ خاندانی میراث میں چلی آتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ڈرپوک اور بزدل کو ''محتاط'' ـــ کنجوس اور بخیل کو ''جزرس'' ـــ غصیلے اور مغلوب الغضب کو ''جلالی'' کا مقام، یہی میراث اور یہی ماحول دلواتے ہیں۔ نام ہی نہیں، مقام بھی۔ ہاں ـــ آدمی کا مقام بدلتا ہے۔ بدلتا نہیں، بلند ہوتا ہے۔ یہ واقعہ ہے اوسط درجے کی ذہانت بھی اگر ایک تفوّق، ایک برتری، ایک شوخی اور ایک چمک کا اظہار کرتی اور دنیا سے اس کا اعتراف چاہتی پائی جائے تو اس کا سبب اور پس منظر یہی ہوتا ہے۔ غیر معمولی لوگ اور ہوتے ہیں۔ یکسر مختلف۔ مثالیں انہی کی بنتی ہیں۔ تشبیہیں انہی سے دی جاتی ہیں۔ بہادری میں،

استقامت میں، ثبات میں، ذہانت میں، ایجاد و ابداع میں، ابتکار و اختراع میں، ایثار و بے نفسی میں، للّٰہیت و روحانیت میں، مکارمِ اخلاق میں، بلکہ ہر رنگ میں، ہر حال میں، ہر قال میں ــــــ (بقول حالیؔ) ''زندگی کرتے ہیں سب کے درمیاں، سب سے الگ''! پورا شعر یوں ہے کہ:

عالم آزادگاں ہے اک جہاں سب سے الگ
زندگی کرتے ہیں سب کے درمیاں سب سے الگ

پتا نہیں، جو تمھیں سمجھانا چاہتا تھا، سمجھا بھی پایا ہوں یا نہیں۔ مجھے خوشی ہے، اور سچ پوچھو تو بہت زیادہ خوشی ہے کہ اب تمھاری نظر اشیاء و مظاہر کی اور افکار و خیالات کی تہہ داری پہچاننے لگی ہے۔ ''وہ باتیں جو پہلے سمجھ میں نہیں آتی تھیں اب سمجھ میں آنے لگی ہیں'' یہی بتلایا ہے نا، تم نے (۱)۔ یوں سمجھو، ایک سفر کا آغاز ہو رہا ہے۔ اور تم خوش نصیب ہو کہ بہت ہی نادر مواقع کے ساتھ اور ایک بہت سازگار، بہت تعمیری، بہت پاکیزہ (اور فی زمانہ نا یکسر نایاب و غیر مترقب) ''گھریلو ماحول'' میں اس سفر کا آغاز کر رہے ہو۔ ''مے خانے کا پیاسا'' دنیا کا سب سے بڑا محروم القسمت ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ فقط حسرتوں کا ہجوم ہوا کرتا ہے:

کچھ خواب ہیں، کچھ حسرتیں
جو ہستیِ موہوم کو
صرصر بھی ہیں، پُروا بھی ہیں، زہراب بھی، تریاق بھی!

یہ ''حقیقتِ واقعی'' ہے ''حقیقتِ شعری'' نہیں۔ تم آج کل افسانے، شاعری، کالم اور نجانے کیا کچھ پڑھ رہے ہو، ضرور پڑھا کرو۔ لکھنے کو دل چاہے تو ضرور لکھا کرو۔ رہگزر، رہگزر گھومو۔ عمر اور شوق کے اس مرحلے میں افسانے کے افسوں اور شعر کے سحر سے ہی نہیں، خیالوں کی خوشبو سے، لفظوں کی چمک سے، خوابوں کی خنک خاموشی سے، رنگوں کی گنگناہٹ سے او رجذبوں کے رقص و رامش سے ہر ''شریف آدمی'' اپنا حصہ وصول کیا کرتا ہے۔ لیکن تم چونکہ ایک استثنائی نوعیت کے ''شریف'' ہو، اس لیے تم سے توقع بہت مختلف، بہت بڑھ کر اور بہت بلند قسم کی ہے۔ اور یہ بات میں پوری دیانت داری اور ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔

روشنی، پھول، صبا کے عنوان والا مضمون تمھیں پسند ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ، یہ مجھے بھی پسند ہے۔ افسوس، جس کی خاطر کے خیال سے یہ ساری باتیں کہنے کی توفیق اور تقریب ہوئی ــــــ اب وہ (۲) اس دنیا میں نہیں۔ میری مستعدی اور پھرتی کا حال تم پر پہلے سے کھلا ہوا ہے، لیکن اب اس مضمون کے خیال سے ہی طبیعت میں یکا یک اداسی بھر جاتی ہے۔ بہت گھمبیر، بہت گہری، بہت تاریک! البتہ، اتنا ضرور ہے کہ کبھی اس تحریر کو پھیلانے کا موقع آیا بھی تو، یقین مانو اس کا سبب صرف ایک فرمائش ہوگی، جو تمھارے علاوہ اور کون کر سکتا ہے؟

ہاں سنو! چونکہ مجھے معلوم ہے کہ ''مطالعے'' کا تعلق (۳) ''مُوت'' سے اور ''مشاہدے'' کا تعلق ''شہدؔ'' سے جوڑنے کے علاوہ، لفظوں سے شریفانہ معاملے کی فرصت بھی تم نکال سکتے ہو، اس لیے تاکیداً کہہ رہا ہوں کہ مطالعے میں مقصدیت اور مشاہدے میں سنجیدگی ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ زبانیں سب آنی چاہئیں (عربی بھی، فارسی بھی، اردو بھی، انگریزی بھی)، ادب کی سُدھ بُدھ لازماً ہونی چاہیے لیکن کاہے کو؟ ــــــ مخدومی پروفیسر تاثیر وجدان، مولانا امین احسن اصلاحی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک جملہ ہمیشہ اپنے وجد آگیں لہجے میں سنایا کرتے ہیں کہ ''ادب ایک تلوار ہے، جس کا کام باطل کا سر کاٹنا ہے لیکن ہم اس سے گھاس کاٹنے کا

کام لے رہے ہیں''

عربی تمھاری، مجھ سے سو (۱۰۰) گنا اچھی ہے، اور کوئی دن کی بات ہے کہ ہزار گنا اچھی ہو جائے گی۔ (ان شاء اللہ)۔ عربی میں کہتے ہیں ''مادی ومعنوی''____ جسے ہم اردو میں کہتے ہیں ''مادی اور روحانی''۔ اب غور کرو جو بات عربی میں ہے وہ ہمارے ہاں کہاں؟ اسی ''معنویت'' سے وہ ساری یعنیت اور لایعنیت سمجھ میں آتی ہے جو مادے اور مادّیت سے ہمارے تعلق اور رتال میل کی بنیاد ہے۔ **ترک مالا یعنیک یحقق لک ما یرضک. و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من حسن الأسلام المرء ترک مالا یعنیہ!**

اُدھر نقیبِ کے تبادے میں کتنے ہی جرائد ومجلّات آتے ہیں۔ اکثر تمھاری نظر سے گزرتے ہی ہوں گے۔ بیشتر مجلّے، مختلف علمی یا تحریکی مراکز کے ترجمان ہیں۔ (اور مرکز____ کسی ''حلقے'' ہی کا ہوا کرتا ہے)۔ کبھی تم نے غور کیا کہ کیسے، دوسری تیسری یا چوتھی نسل تک، ہر ایک کی علمی یا تحریکی روایت پیش رو بزرگوں سے بحسن وخوبی منتقل ہوتی چلی آئی ہے۔ اور اس تسلسل کو تازہ خون اور تازہ بصیرت سے نہ صرف ہمیشہ زندہ رکھتی ہے بلکہ وقت اور ماحول کی نئی نئی ضرورتوں اور تقاضوں سے مطابقت پزیر بھی رکھتی ہے۔ روایات کی نگہ داری، پاسداری اور آب یاری، رجالِ کار کے ہاتھوں ہوا کرتی ہے۔ یہاں بول چال کی عربی میں ''ایک آدمی'' کے لیے بھی ''رِجّال'' کا لفظ بولتے ہیں۔ اس سے مجھے ''الرجالون قوامون'' کا موجودہ نقشہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یعنی ایک آدمی____ چار عورتوں پہ بھاری ہے۔ یہاں ''بھاری'' کی جگہ بعض دوسرے قوافی بھی لائے جا سکتے ہیں مثلاً طاری، زاری، کاری، لاری، ناری، واری، یاری وغیرہ، مگر یہ تفصیل کا محل نہیں۔ اپنے یہاں تو ''الرجّال قوّالون'' کا نقشہ ہی دکھائی دیتا ہے۔

بات رجالِ کار سے چلی تھی۔ تم نے سنا ہوگا:

کام کے لوگ چند ہوتے ہیں
جو کسی کام کے نہیں ہوتے
سب ترقی پسند ہوتے ہیں

یا____ شاعر نے کہا تھا کہ:

جو خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں
شمارِ دانۂ تسبیح میں امام نہیں

أفھمت الشیئ؟ صَحَ و لا، لا اِنّ اللّبیب من الاشارۃ یفھم!

اور کیا لکھوں؟

تم نے اس دوست کا نام پوچھا، جس کی نظم (۴) میرے مضمون میں شامل ہے، شاید تم نے انھیں دیکھا بھی ہو____ ان کا نام ہے چودھری عبدالرؤف۔

ہاں____ نقیبِ کے تعلق سے، ایک دو باتیں اس لیے لکھے دیتا ہوں کہ متعلقہ ''حلقوں'' تک پہنچ جائیں۔ پہلی بات یہ کہ ستمبر تا فروری کے شمارے دیکھے تو سبھی کے سرورق____ بہت اچھے لگے۔ اس کی خصوصی مبارک باد، جناب الیاس میراں پوری کو پہنچے۔ مندرجات کا معیار بھی، ماشاء اللہ بہت اعلیٰ ہے۔

تمھارے ساتھ Share کرنے کی ایک بات یہ ہے کہ مختار احمد کاشف صاحب کون ہیں؟ میں نہیں جانتا۔ لیکن ان کی لکھی ہوئی منقبتِ (۵) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پڑھ کر لطف آ گیا۔ ایک مدت کے بعد، ایسی چوکس شاعری پڑھی۔

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کی ایک تقریر پڑھی۔ بنوثقیف کے قبولِ اسلام کی تفصیل کو جس خوبی سے آج کے لبرل مسلمانوں کے احوال پر انھوں نے منطبق فرمایا____ اس پر دل سے دعا نکلی اور زبان سے داد! حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کا مضمون، اقبال پر، ____ مولانا محمد مغیرہ کا مضمون (بلکہ جوابِ مضمون) بھی اپنی اپنی جگہ خوب لگے۔

ایک صاحب پاکستان جارہے تھے۔ سوچا تھا، اُن کے ہاتھ یہ خط بھی اور مزید کچھ چیزیں بھی بھجوادوں گا۔ وہ گھر (گجرات) پہنچ کر، ڈاک میں ڈال دیں گے لیکن تمھاری بے تابی کی تاب نہ لاتے ہوئے، آج اسے ڈاک میں ڈالتا ہوں۔

یہ خط مختلف قسطوں میں، اور بیشتر مدرسے کے اوقاتِ فرصت میں، لکھا گیا ہے۔ میرا خیال ہے، اتنی پھرتی اس سے پہلے میں نے کم کم دکھائی ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے نا____

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

اس تحریر میں تمھیں جابجا بوریت، بے ربطی اور بے علمی کی پرچھائیاں____ بلکہ چھائیاں (کیل، مہاسے، داغ) نظر آئیں گی اور تمھارے ''ذوقِ صبیح'' پر گراں بھی گزریں گی۔ لیکن ''یہی ممکن تھا اتنی جلدی میں''!

پسِ نوشت: اس خط میں کہیں تمھاری ہمشیر کا ذکر نہیں آیا، اس کے فون کا خصوصی شکریہ! تم دونوں بہن بھائی میرا مبلغِ علم ناپنے تولنے پر تلے ہوئے ہو۔ اللہ تمھاری حفاظت اور میری نصرت فرمائیں۔ (آمین)

والسلام
محتاجِ دعا
''خالک وخالُ اُختک''
ذوالکفل

---

(۱) میں نے اپنے ذہنی ارتقا کا کچھ تذکرہ کیا تھا۔

(۲) انجینئر حافظ ارشاد احمد مرحوم، ماموں جان کے عزیز دوست، مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھے گئے سفرنامۂ حجاز کے محرک، ۱۳/ جنوری ۲۰۰۵ء کو ٹریفک حادثے میں انتقال فرمایا۔ یہ حادثہ ماموں جان کی طبیعت پر بہت اثر ہوا۔ میں نے متعدد مجالس میں ان سے حافظ صاحب کے محاسنِ اخلاق ومعارف وافکار کا تذکرہ سنا۔

(۳) ''تخریبِ لفظی'' کے چند اعلیٰ تخلیقی نمونے برائے تخمیض لکھے گئے تھے۔

(۴) روشنی، پھول، صبا نامی یہ مضمون پہلی بار نقیبِ ختم نبوت شمارہ فروری ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا۔ نظم یہ ہے: میرے ہمدم، میرے دَمساز/ تری عمر دراز/ میں نے پڑھ لیں تری آنکھیں، تری آنکھوں کے سوال/ تو بھی پڑھ لے میرا لہجہ، میرے لہجے کی تھکن/ میں نے کیوں صحبتِ ساحل سے کنارہ نہ کیا؟/ میرے ہمدم، میرے دَمساز، تری عمر دراز/ ہاں کوئی حرفِ تسلی، کوئی دلدار نظر/ اک ذرا ٹھہرو کہ آنکھوں کی چبھن بہہ نکلے/ اک توقف کہ مرا دل میرے قابو میں نہیں! (شائع شدہ نقیبِ ختم نبوت شمارہ دسمبر ۲۰۰۵ء)

(۵) الاحرار اور نقیبِ ختم نبوت کے پرانے رفیقِ فکر جناب مختار احمد کاشف صاحب، اصلاً گجرات کے رہائشی ہیں، ایک عرصے سے دبئی میں مقیم ہیں۔ شعروادب اور تاریخ وسیرت مطالعے کے خاص مضامین ہیں۔ تشبیب میں ارشاد ہوا تھا:

نبی نے جس کو دعا دی یہی امیر ہے وہ
عرب کا مردِ خرد مند و باضمیر ہے وہ